كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ

ق ع

اسلامی معیشت کا اہم سوال اور اس کا حل

وصیت و وراثت

مؤلفہ

بحر العلوم حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی قادری حسرت مدظلہ

(وظیفہ یاب) صدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن

باہتمام

[illegible] علی [illegible] القادری

قیمت (۴/)

برائے ملاحظہ و اظہار رائے

از کرنل حبیب علی قدیری القادری

بیت الحبیب ۔ ملک پیٹھ ۔ حیدرآباد دکن

حامداً و مصلیاً

حضرت سید عنایت حسین علی خاں صاحب سجادہ و دیوان درگاہ حضرت خواجہ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ملاقات میں مجھ سے فرمایا کہ آج کل عامۃ الناس میں بڑی بحث ہو رہی ہے کہ بیٹوں کے ساتھ پوتوں کو ترکہ میں کچھ حصہ نہیں ملتا۔ میں نے ان سے عرض کیا نہ صرف پوتوں کے لیے بلکہ نواسوں اور دیگر ایسے قرابت داروں کے لیے جن کو ترکہ میں سے کچھ نہیں ملتا

قرآن شریف میں وصیت کرنے کا حکم ہے

صاحب مذکور نے مجھے فرمایا کہ آپ اِس مسئلہ کو واضح طور سے بیان کر دیجئے ان کے حسب ارشاد میں نے یہ چند صفحات وصیت کے متعلق لکھ دیے ہیں امید ہے کہ معرضِ بحث مسئلہ اِس سے زیرِ ضو آجائیگا۔ وما علینا الا البلاغ

الفقیر
محمد عبد القدیر صدیقی حسرت

مدینہ منزل۔ ملک پیٹھ
ربیع المولود ۱۳۷۲ھ م ڈسمبر ۱۹۵۲ء

قطعۂ تاریخ طبع از محمد احمد اللہ احمد۔ قدیری

قوانینِ توریث حسرت مدظلہ نوشت
الٰہی کتاب الیقین چاپ شد

سنہ طبع احمد رقم کرد ایں
"کتاب الوصیت مبین چاپ شد"
۱۳۷۲ھ

تعارف

انسان زندگی میں تو اپنے مال و جائداد میں حسب مرضی تصرف کرتا ہے لیکن انتقال کے بعد وہ اگر کچھ چھوڑتا ہے تو ترکہ کی تقسیم ایک اہم سوال بن جاتی ہے۔ چنانچہ یہ سوال کئی طرح حل کیا گیا ہے مثلاً عیسائی قوموں میں طریق کلانیت رائج ہے تقریباً تمام ترکہ خاندان میں سب سے بڑے لڑکے کو مل جاتا ہے۔ اس کی عدم موجودگی میں اسی طرح بلحاظ کلانیت دوسروں کو ملتا ہے اس کے برعکس ہندوؤں میں مشترکہ خاندان کا طریق رائج ہے ترکہ فرداً فرداً تقسیم نہیں ہوتا بلکہ خاندان میں جمع رہتا ہے اہل خاندان مل کر متمتع ہوتے ہیں۔ ان ہر دو طریق کا منشا واحد ہے۔ وہ یہ کہ ترکہ یک جا محفوظ رہے۔ پارہ پارہ ہو کر تقسیم نہ ہو جائے چنانچہ ان ہر دو طریق سے وہ صورت دولت اندوزی کی پیدا ہوتی ہے جو آج کل بدنام ہو رہی ہے مال کے تعلق سے اس کو سرمایہ داری نظام اور جائداد کے تعلق سے اس کو جاگیرداری نظام کہتے ہیں اور ہر دو مجموعی طور پر سامراجی نظام کہلاتے ہیں۔

قرآن شریف میں وصیت کرنے کا حکم ہے

صاحب مذکور نے مجھے فرمایا کہ آپ اِس مسئلہ کو واضح طور سے بیان کر دیجئے
ان کے حسب ارشاد میں نے یہ چند صفحات وصیّت کے متعلق لکھ دیئے ہیں
اُمید ہے کہ معرض بحث مسئلہ اِس سے زیرِ ضو آجائیگا۔ وَمَا عَلَینا اِلَّا البلاغ

الفقیر
محمد عبدالقدیر صدّیقی حسرت

مدینہ منزل - ملک پیٹھ
ربیع المنور ۱۳۷۲ھ م ڈسمبر ۱۹۵۲ء

قطعۂ تاریخ طبع از محمد احمد اللہ احمد - قدیری

قوانینِ توریث حسرت مدظلہ نوشت
آلٰہی کتاب الیقین چھاپ شد
سنہ طبع احمد رقم کرد ایں
"کتاب الوصیت" میں چھاپ شد
۱۳۷۲ھ

ہو جاتا ہے اور شخصی آزادی بھی سلب نہیں ہوتی کہ وارثوں کو اپنے اپنے
حصّہ میں پورے تصرف کا حق حاصل رہتا ہے گویا اسلامی نظام میں یکسر
دونوں خوبیاں جمع ہیں۔ جو سامراجی نظام اور اشتراکی نظام کی
دونوں خرابیوں کا کامل علاج ہیں۔ وجہ یہ کہ اسلامی نظام سراسر انسانی
فطرت کے مطابق ہے۔ اس میں استبداد کی ضرورت و گنجائش نہیں۔
اور عجب نہیں غیر اسلامی دنیا بھی طویل تلخ تجربوں کے بعد اسلامی نظام
قبول کرنے میں اپنی نجات سمجھے چنانچہ یہ رجحان بعض معاشرتی شعبوں
میں نمودار ہو چکا ہے مثلاً عقد بیوگان۔ طلاق وغیرہ۔

مزید برآں تقسیم ترکہ کی بابت اسلام نے دو طریق اختیار کیے ہیں
جو پہلو بہ پہلو عمل کرتے ہیں۔ دونوں کے باہمی تعاون سے تقسیم مال وجائداد
میں بہت کچھ توازن واعتدال قائم رہتا ہے۔ یہ دو طریق کیا ہیں
وصیّت و وراثت اور بلحاظ نوعیت، وصیت کو وراثت پر تقدم
رکھا ہے کہ وصیت، وراثت کی مصلح ہے لیکن تعجب ہے کہ عملاً وصیت
کا طریق بڑی حد تک متروک ہے اس سے بہت کم کام کیا جاتا ہے بالعموم
سارا معاملہ وراثت پر چھوڑ دیا جاتا ہے جس سے محرومی کی تکلیف دہ
صورتیں پیدا ہوتی ہیں۔ لوگ محرومی پر افسوس کرتے ہیں لیکن وصیت
کے طریق پر توجہ نہیں کرتے۔ تکلیف سے پریشان ہوتے ہیں لیکن علاج پر متوجہ

سرمایہ داری نظام کی خرابیاں خطرناک ثابت ہونے پر اس کے رد
میں ایک جدید نظام زور و شور سے جابجا رائج کیا جا رہا ہے جو تھوڑے
تھوڑے فرق پر مختلف ناموں سے موسوم ہے۔ خاص کر سوشلزم اور کمیونزم کے
نام زیادہ مشہور ہیں۔ تفصیلات کی یہاں ضرورت و گنجائش نہیں۔ مقصد
یہ کہ خاندانوں میں دولت کہیں زیادہ جمع نہ ہونے پائے۔ بلکہ عام انسانوں
میں کثرت سے برابر تقسیم ہوتی رہے اور بنظر حصول مقصد حکومت مال
و جائداد کے تصرف میں بہت دخیل ہے اور بہت زیادہ دخیل ہے
گویا کہ حکومت ایک خاندان ہے اور خاندان اس کے افراد۔ اس نظام
میں حکومتی خاندان کی افراط ظاہر ہے جو دولت اندوزی کی ایک صورت

قدیم سرمایہ داری نظام ہو کہ جدید اشتراکی نظام ان کے طریق مختلف
ہیں لیکن نتیجہ ہے۔ بالآخر نتیجہ واحد ہے وہ یہ کہ مختلف صورتوں میں
معیشت کی شخصی آزادی سلب ہوتے ہوتے معاشی غلامی کی نوبت
آجاتی ہے۔ غلامی خواہ گوارا ہو یا طبعاً ناگوار گزرے یہ دوسری بات ہے۔

سرمایہ داری نظام اور اشتراکی نظام کے مقابل اسلامی نظام نے
تیسرا طریق اختیار کیا جو پہلے دو طریقوں کی خرابیوں سے پاک ہے۔
اس کے مطابق عمل کیا جائے تو ممکن نہیں کہ خاندانوں میں زیادہ مال
و جائداد جمع ہو وجہ یہ کہ ترکہ پسماندگان میں [illegible] پیمانہ پر فرداً فرداً تقسیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وصیت اور وراثت

چونکہ آج کل لوگوں کے خیال میں وصیت کی کوئی اہمیت نہیں ہے بعض احکام شرع سے ناواقف لوگ وارث بلا واسطہ اور وارث بالواسطہ میں فرق نہیں کرتے۔ انکو قریب و بعید میں امتیاز نہیں حکم قرآنی پر اپنی ناقص رائے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ یہ نادان غیر مسلم قوانین اور رسوم سے مرعوب اور متاثر ہو گئے ہیں۔ توریث اور وصیت کے احکام پر انہوں نے غور ہی نہیں کیا اور اس کے اثرات سے سراسر غافل ہیں لہٰذا اس فقیر نے اس مسئلہ کو صاف کرنے کے لیے چند سطریں لکھدی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو علم صحیح اور عمل صالح سے سرفراز کرے۔

آمین

نہیں ہوتے ۔ وصیت سے کام نہیں لیتے ۔

اس عدم توجہی اور بے اطمینانی کو رفع کرنے کی خاطر ضرورت تھی کہ وصیت کے طریق پر کافی زور دیا جائے تاکہ تقسیم ترکہ میں مزید توازن واعتدال پیدا ہو ۔ چنانچہ اسی اہم ضرورت کو حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی قادری مدظلہ (سابق صدر شعبۂ دینیات جامعۂ عثمانیہ حیدرآباد دکن) نے اختصار کے باوجود جامعیت کے ساتھ واضح فرمایا ہے اور یہ توجہ طلب ملت کی بڑی خدمت ہے ۔ عالم اسلام کو اس توجہ فرمائی کی شدید ضرورت ہے کہ بیشمار حقوق سے اس کا دائمی اور لازمی تعلق ہے ۔ ملت میں خوشحالی اور تنگدستی بڑے پیمانہ پر اس سے وابستہ ہے ۔ حضرت علامہ صدیقی مدظلہ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ ایک عالمگیر اسلامی سوال پیش کر کے از روئے قرآن و حدیث اس کا حل پیش فرمایا اور وہ بھی ایسے سادہ، سلیس پیرایہ میں کہ لوگ بآسانی سمجھ لیں ۔ البتہ علمائے کرام کے واسطے دقیق نکات کی بہرحال گنجائش ہے ۔ ملت کی صلاح و فلاح کے سوال حل کرنا علمائے ربانی کا ہی کام ہے ۔

مَا شَاءَ اللّٰہ فَالحمدُ لِلّٰہ

الیاس برنی

سی سلسلہ میں ہے :۔

مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ
بعد اس وصیت کے کہ وہ کر تے ہیں یا بعد قرض کے ۔

مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ
بعد اس وصیت کے کہ تم کرتے ہو یا بعد قرض کے ۔

مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ
بعد اس وصیت کے کہ کی جائے یا بعد قرض کے ۔

(۴) وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ؕ
(النساء ۔ ۱ع)

اور جب تقسیم ترکہ کے وقت قرابت دار اور یتیم اور مساکین حاضر ہوں تو ترکہ میں سے انہیں کھانے کے لیے دو۔ اور ان سے خوش اخلاقی سے گفتگو کرو۔

(۵) وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ

اور کوتاہی نہ کریں تم میں سے ضرورت سے زیادہ مال رکھنے والے اور کشادہ دست لوگ (اس بات میں)

(الف) قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ

(۱) کُتِبَ عَلَیْکُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَکَ خَیْرَا ۣ الْوَصِیَّۃُ لِلْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَی الْمُتَّقِیْنَ ۝
(البقرہ - ۲۲ع)

جب تم میں سے کسی کی موت قریب آگئی ہو اور وہ مال بھی چھوڑے تو ماں باپ اور قریبی قرابت داروں کے حقوق میں مناسب طور سے وصیت کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے یہ خدا ترسوں پر فرض ہے۔

(۲) یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ - الخ
(النساء - ۲ع)

اللہ تم کو تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے۔

اِس کے بعد ہی ورثاء کے حِصص بیان کیے گئے ہیں اس کے ساتھ ہے:-

(۳) مِنْۢ بَعْدِ وَصِیَّۃٍ یُّوْصِیْ بِھَآ اَوْ دَیْنٍ ۝

بعد اس وصیت کے کہ وہ کرتا ہے یا بعد قرض کے۔

یعنی توریث اور حِصص کا تعین وصیت یا قرض کے بعد ہے،

شَيْئٌ يُوصِي فِيهِ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ۔
(متفق علیہ - کتاب الوصایا)

جس کے متعلق اسکو وصیت کرنا چاہیئے کہ وہ دو راتیں شب گزاری کرے مگر یہ کہ نوشتہ وصیت اس کے پاس رہے۔"

یعنے بغیر وصیت لکھ رکھنے کے دو راتیں بھی نہ گزارے۔

(۲) عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رجلٌ للنبی صلی الله علیه وسلم یا رسول الله ایُّ الصّدقةِ اَفضَلُ قالَ اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنتَ صَحِیحٌ حَرِیصٌ تَأْمُلُ الْغِنٰی وَتَخْشَی الْفَقْرَ وَلَا تُمْهِلْ حَتّٰی اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ ۞
(البخاری - کتاب الوصایا)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کونسا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا "تم صدقہ دو جبکہ تم صحیح و تندرست ہو اور فقیری سے ڈرتے ہو اور دیر نہ کرو یہاں تک کہ جان حلق میں پہنچ جائے اور اس وقت تم یہ کہنے لگو کہ فلاں کے لیے اتنا دو، فلاں کے لیے اتنا دو اور فلاں کو مجھے اتنا دینا ہے۔"

(۳) عن سعد بن ابی وقاصؓ

سعد ابن ابی وقاصؓ سے مروی ہے

وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۗ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (النّور - ع۲)

کہ قرابتداروں کو اور غرباء کو اور مہاجرین راہِ خدا کو دیں اور ان سے (کوئی سختی ہوئی ہو تو) درگزر کریں اور (ان کی کوئی غلطی ہوئی ہو تو) معاف کریں کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہاری مغفرت کرے اور اللہ تو غفورٌ رّحیم ہے ہی۔

(۶) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ ۝ (المائدۃ - ع۱۴)

اے مسلمانو! تمہارے درمیان شہادت تم میں سے دو عدل اور معتبر گواہوں کی ہے جب موت قریب آجائے (اور اس کے آثار نمایاں ہوجائیں)

(ب) احادیثِ نبویؐ

(۱) عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مَا حَقُّ امْرِئٍ مسلم لہٗ

عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جائز نہیں مسلمان آدمی کو (یہ حالت) کہ اس کے پاس کچھ مال ہو

تنفق نفقة تبتغي بها وجه الله الا اجرت بها حتى اللقمة ترفعها الىٰ فی امرأتك ۔

(متفق علیہ ۔ باب الوصایا)

اور بیشک تم خرچ نہ کروگے بحالیکہ تم اس سے خدا کی رضامندی چاہتے ہو۔ مگر یہ کہ تم کو اس کا اجر ملے گا۔ حتیٰ کہ ایک لقمہ کا بھی جسے تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو۔

(۵) عن ابی امامة قالَ سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول فی خطبة عام حجة الوداع ان الله قد اعطیٰ کل ذی حق حقهٗ فلا وصیّة لوارث ۔

(ابوداؤد ابن ماجہ)

ابی امامہ سے روایت ہے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سال حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرماتے ہوئے سنا بے شک! اللہ نے ہر ایک کو اس کا حق عطا کیا ہے پس کسی وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں۔

(۶) عن ابن عباس رض عن النبی صلی الله علیه وسلم قال لا وصیة لوارث الا ان یشاء الورثة ۔

(مشکوٰۃ ۔ باب الوصایا)

ابن عباس رض سے مروی ہے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں مگر یہ کہ دوسرے ورثہ راضی ہوں۔

قَالَ عَادَنِي رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَرِیْضٌ فَقَالَ اَوْصَیْتَ قُلْتُ نَعَمْ۔ قَالَ بِکَمْ قُلْتُ بِمَالِی کُلِّہٖ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ فَمَا تَرَکْتَ لِوَلَدِکَ قُلْتُ ھُمْ اَغْنِیَاءُ بِخَیْرٍ قَالَ اَوْصِ بِالْعُشْرِ۔ فَمَازِلْتُ اُنَاقِصُہٗ حَتّٰی قَالَ بِالثُّلُثِ وَالثُّلُثُ کَثِیْرٌ ؕ

(رواہ الترمذی)

کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کو تشریف لائے اور میں بیمار تھا فرمایا کیا تم نے کچھ وصیت کی ہے میں نے عرض کیا۔ جی ہاں! فرمایا کتنے کی؟ عرض کیا "راہِ خدا میں اپنے پورے مال کی وصیت کی ہے"۔ فرمایا "پھر تم نے اپنے بچوں کے لیے کیا چھوڑا" عرض کیا "وہ غنی ہیں اچھی حالت میں ہیں"۔ فرمایا "دسویں حصہ کی وصیت کرو"۔ پھر میں حضرت سے کمی کے بارے میں بحث کرتا رہا۔

یہاں تک کہ حضرت نے فرمایا "اچھا ثلث مال کی وصیت کرو اور ثلث مال بھی بہت ہے"۔

(۴) فِی حَدِیْثِ سَعْدِ بْنِ اَبِی وَقَاصٍؓ اِنَّکَ اَنْ تَذَرَ وَرَثَتَکَ اَغْنِیَاءَ خَیْرٌ مِنْ اَنْ تَذَرَھُمْ عَالَۃً وَاِنْ یَّتَکَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَاِنَّکَ لَنْ

سعد ابن ابی وقاصؓ کی حدیث میں ہے "بیشک اگر تم اپنے وارثوں کو غنی اور تونگر چھوڑو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم ان کو تنگدست اور لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتا چھوڑو

پھر يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ الخ میں جہاں وارثوں کے حصص متعین کیے گئے ہیں۔ وہیں ادائے قرض اور وصیت کا حکم بھی دیا گیا ہے پس كُتِبَ عَلَيْكُمْ الخ کی يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ الخ سے تفصیل کی گئی ہے۔ اور اس میں تین چیزیں بیان کی گئی ہیں :-

(۱) ورثہ کے حصص

(۲) ادائے قرض

(۳) وصیّت

ورثہ کے حصص تو خود قرآن شریف میں معین کیے گئے ہیں اور غیر وارثوں کے لیے وصیت کا حکم دیا گیا ہے۔ مگر ان کے حصص متعین نہیں کیے گئے۔ حسب ضرورت مناسب طور سے ان کی امداد کا تعین موصی کے اختیار تمیزی پر چھوڑا گیا ہے۔ مگر نفس وصیت کا وجوب تو مسلّم ہے كُتِبَ عَلَيْكُمْ .... الخ میں جو اختیار تمیزی بطور عموم دیا گیا تھا۔ وہ ورثہ کے حصص کے تعین کے بعد غیر وارثوں کی حد تک خاص ہو گیا۔ تعین امداد کے متعلق اختیار تمیزی اس لیے دیا گیا ہے کہ غیر وارثوں کے حالات مختلف ہوتے ہیں۔ بعض ان میں سے قریب ہیں، بعض بعید، بعض شکستہ حال ہیں اور بعض خوش حال۔ اسی طرح دوسرے نیک کاموں کے بارے میں بھی وصیت ہو سکتی ہے

آیات قرآنی اور احادیث نبوی تو بیان کردیے گئے۔ اب ہم بیان کرنا چاہتے ہیں کہ ان آیات و احادیث سے کیا احکام مستنبط ہوتے ہیں

۱۔ کُتِبَ کے معنیٰ ہیں فُرِضَ یعنے فرض کیا گیا جیسے اَلصَّلوٰۃُ اَلْمَکْتُوبَۃُ۔ فرض نماز اور کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کے معنیٰ "تم پر روزہ فرض کیا گیا"۔

۲۔ وصیۃ کے معنیٰ تاکیدی حکم کے ہیں چنانچہ یوصیکم اللہ کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ تم کو تاکیدی حکم دیتا ہے۔ و نیز وصیۃ کے معنیٰ ہیں مرنے سے پہلے غیر وارثوں کو اور مذہبی اور قومی کاموں کے لیے خیر خیرات کا حکم دینا۔

۳۔ مطلق کے بعد تقیید کی جائے۔ مجمل مبہم کی تفسیر کی جائے یہ اجمال کی تفصیل ہے۔

۴۔ حدیث شریف میں اَوْصِ کا لفظ ہے جو امر کا صیغہ ہے (اور اصل امر میں وجوب ہے) اس حیثیت سے بھی وصیت کرنا واجب اور ضروری ہے۔

۵۔ قرآن شریف میں پہلے قرابت داروں کی امداد کرنے کا یعنی مطلق امداد کا حکم دیا گیا ہے۔ لفظ "بالمعروف" اسی اطلاق، اجمال اور عموم کو ظاہر کرتا ہے اور یہ حکم کُتِبَ عَلَیْکُمُ الخ کی وجہ سے فرض ہے

بیٹی یعنے نواسہ یا نواسی ۔ مرحوم بھائی کا بیٹا یا بیٹی یعنے بھتیجہ یا بھتیجی
مرحومہ بہن کا بیٹا یا بیٹی یعنے بھانجہ یا بھانجی ۔ نانا جو جدِ فاسد ہے
خالہ ۔ ماموں ۔ مرحومہ پھوپی کا بیٹا یا بیٹی یا خود پھوپی جبکہ بیٹے کی وجہ سے
محروم ہو (بلکہ متبنّیٰ لڑکا یا لڑکی) ان سب صورتوں میں شریعت نے
مورث کو زندگی ہی میں وصیّت کرنے کا حکم دیا ہے ان میں سے بعض تو
قریبی رشتہ داروں کی وجہ سے اور بعض عَصبہ کے مقابل ذوی الارحام
سے ہونے کی وجہ سے محروم ہو جاتے ہیں ۔

وصیت کو قرآن میں قرض اور توریث دونوں سے مقدّم بیان
کیا گیا ہے اور اس طرح بیان کرنے میں مقدّم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وارث
تو اپنے مورث کے مال کو اپنا ہی مال سمجھتے ہیں ۔ قرض دار بھی قرض وصول
کر ہی لیتا ہے چھوڑتا کب ہے ۔

وصیت ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے لوگ بے اعتنائی کرتے
ہیں ۔ حدیث شریف سے بھی ثابت ہو رہا ہے کہ دو راتیں ایسی نہ گزریں
جن میں وصیت نامہ لکھا ہوا پاس نہ رہے ۔ یہ وصیت نامہ محفوظ رہیگا
اور موصی کے انتقال کے بعد کھولا جائیگا ۔ وصیت نامہ کی اہمیت کی
وجہ سے قرآن میں اس کی حفاظت کے لیے دو گواہوں کے رکھنے کا
حکم ہے ۔ اور میری رائے میں حسب حکم قرآن وصیت نامہ دو گواہوں کو

جن کی اہمیت کا سمجھنا بھی موصی کی رائے پر محوّل کیا گیا ہے۔ نیز بعض اشخاص ایسے بھی ہوتے ہیں جو مورث کی خدمت کرتے اور اس سے غیر معمولی محبت رکھتے تھے۔ ان کی امداد کے تعین میں بھی موصی کی رائے کو اہمیت ہے۔

۶۔ کسی وارث کے حق میں وصیت درست نہیں کیونکہ ورثہ کے حصص معین ہیں۔ اِلّا اس کے کہ دوسرے وارث ایسی وصیّت پر راضی ہوں۔

۷۔ چونکہ ورثہ قریبی رشتہ دار ہوتے ہیں اس لیے وصیت کی انتہائی مالی مقدار ثلث مال (۱/۳) بتلائی گئی ہے تاکہ وارثوں کا زیادہ نقصان نہ ہو۔ اگر ورثہ راضی ہوں۔ تو زیادہ کی وصیت بھی نافذ ہو سکتی ہے اور اگر ورثہ ہوں ہی نہیں تو جمیع مال کی بھی وصیت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اس کا کوئی مانع نہیں۔

جب بالکل غیر آدمی کے حق میں وصیت کی جا سکتی ہے تو محروم الارث قرابت داروں کے حق میں وصیت کرنا بطریق اولیٰ ثابت ہوگا۔

کون کون سے قرابت دار محروم الارث ہیں:۔

مرحوم بیٹے کا بیٹا یا بیٹی یعنی پوتا یا پوتی۔ مرحومہ بیٹی کا بیٹا یا

ہمدردی کی ہو یا مذہبی یا قومی کاموں کے لیے وصیت کرنی چاہیئے۔
احکامِ خدا و رسول تو موجود ہیں مگر تم خود بے اعتنائی کرتے ہو اور
پھر شریعت کی شکایت کرتے ہو کہ محروم پوتوں اور نواسوں کو
کچھ نہیں ملتا۔ اگر احکامِ خدا و رسول کی تعمیل کرو تو دیکھو نہ تم پوتوں
اور نواسوں کے محروم الارث ہونے کا رونا روتے پھروگے
اور نہ ان کو فلاکت اور تنگدستی کی وجہ سے دوسروں کی طرف
دست سوال بڑھانے کی ضرورت پڑے گی و نیز نہ تم کو مداخلت
فِی الدِّین کرنے کی ضرورت لاحق ہوگی۔ والسّلام

فقیر

محمّد عبد الصّمد صدّیقی

مدینہ منزل۔ حیدرآباد دکن

ماہ محرم ۱۳۷۲ ہجری

سنا دینے کے بعد دفتر رجسٹریشن میں محفوظ رکھ دیا جائے تو زیادہ مناسب ہے تاکہ بہ وقت ضرورت سرکار اپنی قوت سے اس کی تعمیل کروا سکے۔

بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ مورث لوگوں سے قرض لیتا ہے اور اس پر نہ کوئی شاہد رہتا ہے نہ گواہ۔ ایسی صورت میں قرضداروں کا قرض ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ اگر ورثہ تسلیم نہ کریں تو وصیت سے اس کی ادائی ہو سکتی ہے۔

آیۃ "اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ الخ" سے کیا ثابت ہو رہا ہے؟ اس کے مخاطب کون ہیں؟ اور یہ کس سے متعلق ہے؟

ظاہر ہے کہ تقسیم ترکہ کے وقت مورث تو زندہ نہیں رہتا۔ لہٰذا اس کے مخاطب ورثہ اور موصیٰ لہٗ ہیں اور یہ متعلق ہے ایسے قرابتداروں اور متعلقین سے جو نہ وارث ہیں اور نہ ان کے متعلق وصیت کی گئی ہے۔ "فَارْزُقُوهُمْ" کے حکم کی بناء پر ان کو بھی کچھ نہ کچھ دینا چاہیئے۔

حاصل یہ ہے کہ احکامِ اسلام جامع اور مکمل ہیں۔ توریث کے متعلق جو احکام دیے گئے ہیں وہ بھی منصوص اور ناقابل کمی و بیشی ہیں۔ محروم الارث قرابت داروں یا دوسرے مستحق لوگوں کے حق میں یا دوستوں اور ایسے مخلصوں کے حق میں جنھوں نے خدمت یا

علمائے دین متین کی طرف رجوع نہیں کرتے اور اپنے درد کا درماں اُن سے نہیں چاہتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یتیم پوتے پوتیاں، دادا، دادی کے متروکہ سے محروم ہوتے رہے اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ گویا یہ چیز اتنک تشنہ ہی ہی تھی کہ آخر ان بیکسوں کا کیا علاج کیا جائے جو اُس کی اولاد کی اولاد تو ہیں مگر اپنے ماں باپ کے انتقال کی وجہ ایک حبہ بھی پانے کے مستحق نہیں ہیں۔ چونکہ یہ شریعت کے احکام ہیں اور دین مکمل ہے اور اس میں یہ تشنگی عوام کے لیے ضرور باعثِ تشویش تھی۔ خدائے تعالیٰ استاذ العلما اخی المحترم عالم دین متین بحر العلوم حضرت مولٰنا الحاج شاہ محمد عبد القدیر صاحب صدیقی القادری مدظلہم العالی کو ملت اسلامیہ کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے کہ حضرت نے ایک مختصر رسالہ "وصیت و وراثت" تحریر فرما کر اس گتھی کو بہت عمدگی کیساتھ سلجھا دیا۔ ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرًا کثیرًا ومن یرد اللہ بہ خیرًا یفقہ فی الدین۔

برادرانِ اسلام جہاں جہاں ایسی صورت پائیں وہ حضرت ممدوح مدظلہم کی اس کتاب سے فائدہ حاصل کریں اور وصیت کے شرعی احکام اور ہمہ گیر قانون اسلامی سے مستفید و مستفیض ہوں فقط

۹ صفر المظفر ۱۳۷۲ ہجری

رائے جناب مولوی شاہ محمد سید صاحب قادری ملتانی جامعہ نظامیہ

یہ فقیر اپنے محترم فاضل دوست مولانا صدیقی صاحب مدظلہ کا مصدق ہے ممدوح موجودہ ماحول و عصر جدید کے نبض شناس محقق ہیں مختصر تحریر کے اندر وصیت کی مغفلہ ضرورت کے بارے میں قرآن و حدیث کا ایک دریا بہ کوزہ بحوڑ پیش کیا ہے جس کی آج کل مسلمانوں کو بڑی ضرورت تھی۔ فجزاہ اللہ خیرا آمین۔ ۲ صفر ۱۳۷۲ھ

اقتباس رائے جناب سید شاہ محمد بادشاہ حسینی صاحب

انسان آرزو کرتا ہے کہ اس کی جائداد کے مالک اس کے بچے اور بچیاں ہوں مگر بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اس کے صاحب اولاد بچے اپنے ماں باپ کی زندگی میں اپنے بچوں کو دادا، دادی کے سہارے چھوڑ کر رخصت ہو جاتے ہیں۔ اس کا اثر یہ مرتب ہوتا ہے کہ وہ اپنے دادا اور دادی کی جائداد سے (بہ سبب اپنے باپ کے انتقال کے) محروم الارث ہو جاتے ہیں اپنے خاندانی مال و متاع سے ان غریب بیکسوں کو کچھ نہیں ملتا! ایک طرف یہ دشواری محسوس کیجاتی رہی اور دوسری طرف ایک اور مشکل یہ درپیش ہے کہ عامۃ المسلمین کا علمائے دین متین سے کوئی رابطہ نہیں۔ عوام میں کہ ناواقفیت احکام دین کے باوجود

فہرست تصنیفات

حضرت بحر العلوم مولٰنا محمد عبد القدیر صدیقی قادری حسرتؔ (وظیفہ یاب) صدر شعبۂ دینیات

(۱) الدّین (زبان عربی) اس میں چار کتابیں ہیں کتاب العلم۔ کتاب الایمان کتاب الاسلام۔ کتاب الاحسان۔ سائز کراؤن ⅛ صفحات (۲۶۰) قیمت سے/

(۲) معیار الکلام (زبان اردو) علم مناظرہ۔ اصول حدیث۔ اصول شہادت اسلام۔ اصول قانون شہادت اصول تاویل اصول فقہ۔ کلیات فقہ و کلیات اصول قانون متعلق قدیم و جدید طبعی طریقے پر ترتیب دئے گئے ہیں۔ اس جامعیت اور ترتیب کی کتاب اب تک تصنیف نہیں ہوئی تھی۔ وکلاء کے لئے تو اچھا خاصا مددگار ہے۔ سائز (پونیہ) صفحات (۱۶۰) قیمت

(۳) حکمت اسلامیہ (زبان اردو) تصوف وکلام و فلسفہ کی جان ہے۔ یہ عجیب و غریب کتاب ہے جس میں عقائد کے بڑے بڑے مشکل مسائل کا حل اور دیگر مذاہب کا رد بھی ہے

(۴) المعارف۔ تصوف و فلسفہ اور حقائق پر مولٰنا کے مقالات و ارشادات کا مجموعہ ہے

حصہ اول و دوم وسوم سائز (کراؤن ⅛) صفحات (۶۴) قیمت ہر حصہ للعمر

(۵) نسیم عرفان (دوم) اردو غزلوں کا مجموعہ صفحات (۸۰) قیمت عمر

زمزمۂ محبت۔ نعتیہ کلام کا مجموعہ صفحات (۴۴)۔ قیمت ۱۰/

زفرات الاشواق عربی، فارسی، ہندی کلام کا مجموعہ صفحات (۶۴) قیمت ۱۰/

(۶) ترجمہ فصوص الحکم۔ شیخ محی الدین محمد بن علی بن محمد العربی کی معرکۃ الآراء تصنیف ہے جو اسلامی تصوف کی جان۔ اس کتاب کا حال کیا ہے "یضل بہ کثیرًا ویھدی بہ کثیرا"۔ حضرت ممدوح نے بڑی قابلیت اور محنت سے اس کا ترجمہ معہ شرح کیا ہے جس کو جامعہ عثمانیہ نے طبع کرکے شائع کیا ہے سائز (رائل ⅛) صفحات (۵۰۰)

(۷) التوحید (زبان فارسی) تصوف میں جامع اور مانع نہایت اختصار کے ساتھ دریا کو کوزہ میں سمو دیا گیا ہے۔ قابل دید ہے۔ صفحات (۴۰)۔ ۔ ۔ ۔ قیمت ۸/

(۸) اوراق الذہب (بزبان عربی، فارسی، اردو) سونے کے اوراق اسم بامسمّٰی ہے

سائز کراؤن $\frac{1}{16}$ صفحات (۴۰) قیمت ۸/-

اقتباس رائے جناب مفتی سید محمود صاحب

حضرت مولانا و بالعلم والفضل اولٰنا العلّامۃ الفہامہ مولوی محمد عبدالقدیر صاحب صدیقی مدظلہ العالی شکر اللہ سعیہم نے محروم الارث قرابتداروں یا دوسرے مستحقین کے حق میں یا ایسے دوستوں اور مخلصوں کے بارے میں جنھوں نے اپنے کسی واجب الخدمت بزرگ کی خدمت یا ہمدردی کی ہو یا کسی مذہبی یا قومی کاموں کے لیے وصیت کرنی چاہتے ہوں تو اس کے جواز کے ثبوت میں " وصیت و وراثت " کے نام سے اون کے اس درد کا شرعی نقطۂ نظر سے جو مداوا تجویز فرمایا ہے وہ غافل مسلمانوں کے لیے مشعل ہدایت کا حکم رکھتا ہے .... اگر مسلمان حضرت کی اس خیر خواہانہ نصیحت پر عمل پیرا ہوکر وصیت مسنونہ پر عملدرآمد کرنے لگیں تو ان کو اپنے غیر وارث مخلصوں اور محبوں کی آئندہ زندگی کی زبوں حالی کا خیال انشاءاللہ سوہان روح نہ بن سکے گا۔ الدّین یسر ولیس بعسر۔ ھدانا اللہ ولجمیع المسلمین الیٰ صراطہ المستقیم وطریقہ القویم فمنہ الہدایۃ والتوفیق واللہ اعلم وعلمہ اتم۔